جب ہو سودا اگر شرر آب ہوا پتھر میں
جب محرم میں تو ماتم کے بڑھے گا گھر میں
اجر اس نظم کا دیوے گا خدا محشر میں
ہو گی اس مرثیے کے سوز پہ قربان آتش

مرثیہ دیگر

نہ قاسم کو مہندی کے لگانیکی نہ دی فرصت
نبی کو واسطے اُسکے بنانے کی نہ دی فرصت
سوائے عقد سر سہرا بندھانے کی نہ دی فرصت
غرض اک آن گردش نے زمانیکی نہ دی فرصت

بنا یہ وہ ہوا اے یارو لگن کی رات کا مارا
کسو کو اُنکی شادی میں دہل دف اور نقارا
پڑا جو دشت غربت میں وطن سے ہو کے آوارا
فلک نے جز سر و سینہ بجانے کی نہ دی فرصت

بھلا جب واں جہاں سے آئے پیغام ہوئے نامہ
اجل نے یہ کیا دیکھ اُنکو دولہن ساتھ ہنگامہ
نشاں آستیں نہ بنے لگا وہ پھاڑ کر جامہ
کہ چلتے وقت چھاتی بھی لگانیکی نہ [...]

کروں کیا ذکر اُس نوشہ کو گھر شادی کے آنے کا
وہ جھوٹا ہی کریگا جو بیاں شربت پلانے کا
بغیر از زخم کیا مذکور بھلا واں پان [...]
کسو کے حلق میں پانی چوانیکی نہ دی [...]

نہ تھی شادی نبی کے آل کی خانہ خرابی تھی
بجاتے کس لیے اتنی اجل کو اضطرابی تھی
جو آیا اُسمیں مرنیکی اُسے اپنے شتابی [...]
کہ دولہا کو دولہن کے بیاہ لانیکی نہ [...]

جو مہمان آئے تھے اُس بیاہ میں کھانیکو مہمانی
فلک نے آج تک کی جگ میں اُنکی مرثیہ خوانی
تڑپ کر پیاس کے مارے دیا جی [...]
بدھاوا ایکدم شادی میں گانیکی نہ [...]

لگی ہے غم سے اس شادی کی آگ اسطرح چھاتی کو
عجب شادی ہے جسمیں غم نے نشہ کر ہر براتی کو
جلاتے جسطرح کوئی دیے کے بیچ باتی کو
بغیر از زخم تن تک مسکرانیکی نہ دی فرصت

براتی بزم میں بیٹھے تھے ساری رات نے جاگے
طبق خون جگر کے تھے بھرے ہر ایک کے آگے
گلو تیغوں میں اپنے خون سے سو ہے نہائے کے
سو اُنکی بھی ستمکیشوں نے کھانیکی نہ دی فرصت

نہ آئے باز وہ ملعون تہدید زبانی سے
سوا لوہو کے اپنی بیاہ کے دن گرم پانی سے
نہ پھیرا کافروں نے منہ کو اپنے تیغ عریانی سے
منڈھے کے نیچے نوشہ کو نہانیکی نہ دی فرصت

نہیں اس غم کی طاقت رونیکی اب چشم گریاں میں
خبر سنتے براتی جو گیا نوشہ کی میداں میں
جگر کے ٹکڑے سمجھو اُنکی جگہ گرتے ہیں داماں میں
اجل نے اُنکو واں سے گھر تک آنیکی نہ دی فرصت

جب آئے اقربا سب زیر تیغ و دشنہ و خنجر
جھکے تب ظالماں نوشہ پہ شمشیر و سپر لے کر

www.emarsiya.com

گیا یاں وصلت تمنائی کے یہ بھی اسطرح اُن پر
کہ انمین سے کسی کو ہاتھ اُٹھانیکی نہ دی فرصت

گرا پھر جاکے سو سے لشکر اُس پر شام کا سارا
عدوان ازرق نے اک تیر ایسا سینے میں مارا
نہ سوجھا اپنے ازبس مرنے سوا اُسکو بھی کچھ چارا
کہ اسکو ایک ذرہ تلملانے کی نہ دی فرصت

دیا گشت اسطرح نوشہ کو زیر گنبد گردان
بجز ان اشتر و بیرحم صین جنکے نہ تھا پالان
سرو نکے تنگ سر اُنکا چلے نیزہ پہ لے دو نان
دولھن تک بیچ محمل کے بٹھانیکی نہ دی فرصت

دیا ڈھلے چلے وہ جنکو انکے حال کو سن کے
نکالیں میں بیکر کا نشاں جیسے گر پاؤں میں اُنکے
جگر آتش سے غم کی سینہ میں ہجا ذ جل بجھنے
بقا بیٹیوں نے اتنے ٹھہر جانیکی نہ دی فرصت

غرض اس شادی کے غم سے جگر آفاق کا بھونا
گئے ذرہ ذرہ گوشت نیزون سے وہ ملعونا
گردن بندکو خلعت کا جو پہنے ہوا گم دونا
کفن بھی اسکی میت کو پنھانیکی نہ دی فرصت

برات اور بیاہ ہوتی دیکھتے ہین نا کسی دکس مین
رہی منھ دیکھنے کی آرزو دونون کو آپس مین
یہی دولھا دولھن ہمکو نظر آئے نہ زنگرس مین
قضا نے آرسی مصحف دکھانیکی نہ دی فرصت

ارے شادی کہ جسکی نقل سن آفاق مین ہر سو
سنائے سودا اب یہ مرثیہ جن ذ تو پھر اسکو
گریبان چاک ہے ہر مرد و ہر زن ہے پریشان مو
کبھو غم نے خوشی سے دل لگانیکی نہ دی فرصت

مرثیہ

گیا وطن سے جو ہونے روان حسینؑ غریب
ملو تو ملو کوئی دم ہے یہان حسینؑ غریب
پیام دے تھا سبھے دوستان حسینؑ غریب
پھر اُسکے بعد کدھر تم کہان حسینؑ غریب

گھر وطن آئے یہ سنتے ہی سوزناک پیام
ہوے جو داخل مجلس لگا یہ کرنے کلام
اکابران مدینہ باضطراب تمام
انھون کے ساتھ باہ و فغان حسینؑ غریب

یقین مین اسلیے ملنے کو اپنے بلوایا
گیا جو وان کو پھر اسکا نشان نہ کچھ پایا
کہ یہ سفر سفر آخرت نظر آیا
چلا ہے تم سے ہو رخصت جہان حسینؑ غریب

بھیون سے تم مین یہ بندہ ہے راضی و خرسند
کرے معاف اسی ذات نبی کی ہے سوگند
کسیکے حق مین جو اس سے ہوا ہے پست و بلند
کہ جسکی آل ہے اے مومنان حسینؑ غریب

کسو کا دین جو مجھپر کسیکو یاد آوے
خدانخواستہ گردن پہ اپنی لیجا دے
یہ دوستی ہے کہ اسوقت مجکو بتلاوے
کسو کے قرض سے بار گران حسینؑ غریب